خطبہ جمعہ

اگر تم چاہتے ہو کہ پاک دل بن کر زمین پر چلو اور فرشتے تم سے مصافحہ کریں تو تم یقین کی راہوں کو ڈھونڈو

اگر تمہیں اس منزل تک ابھی رسائی نہیں تو اس شخص کا دامن پکڑو جس نے یقین کی آنکھ سے اپنے خدا کو دیکھ لیا ہو

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔
فرمودہ ۱۰ر مارچ ۲۰۰۰ء بمطابق ۱۰ر امان ۱۳۷۹ھ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله۔

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم۔ بسم الله الرحمٰن الرحيم۔

الحمدلله رب العٰلمين ۔ الرحمٰن الرحيم ۔ مٰلك يوم الدين ۔ إياك نعبد و إياك نستعين ۔

اهدنا الصراط المستقيم ۔ صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين۔

﴿وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اٰمِنُوْا بِالَّذِیْٓ اُنْزِلَ عَلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوْٓا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ. وَلَا تُؤْمِنُوْٓا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِيْنَكُمْ. قُلْ اِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ اَنْ يُّؤْتٰٓى اَحَدٌ مِّثْلَ مَآ اُوْتِيْتُمْ اَوْ يُحَآجُّوْكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ. قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ. يَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ. وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ. وَمِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُّؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ اِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَآئِمًا. ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَيْسَ عَلَيْنَا فِی الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ. بَلٰى مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ وَاتَّقٰى فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ﴾ (سورۃ آل عمران آیات ۷۳ تا ۷۷)

ان آیات کریمہ کا سادہ ترجمہ یہ ہے:۔ اور اہلِ کتاب میں سے ایک گروہ نے کہا کہ اس پر جو مومنوں پر اتارا گیا ہے دن کے پہلے حصہ میں ایمان لے آؤ اور اس کے آخر پر انکار کر دو شاید کہ وہ رجوع کر جائیں۔ اور کسی کی بات پر ایمان نہ لاؤ سوائے اس کے جو تمہارے دین کی پیروی کرے۔ تُو کہہ دے کہ یقیناً ہدایت تو اللہ ہی کی ہدایت ہے۔ یہ (ضروری نہیں) کہ کسی کو وہی کچھ دیا جائے جیسا تمہیں دیا گیا یا (اگر نہ دیا جائے تو گویا اُن کا حق ہو جائے گا کہ) وہ تمہارے ربّ کے حضور تم سے جھگڑا کریں۔ تُو کہہ دے یقیناً فضل اللہ کے ہاتھ میں ہے وہ اسے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ بہت وسعت بخشنے والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔ وہ اپنی رحمت کے لئے جس کو چاہے خاص کر لیتا ہے اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔ اور اہلِ کتاب میں سے وہ بھی ہے کہ اگر تُو ڈھیروں ڈھیر امانت بھی اس کے پاس رکھوا دے تو وہ ضرور تجھے واپس کر دے گا۔ اور اُن میں ایسا بھی ہے کہ اگر تُو اس کو ایک دینار بھی دے تو وہ اسے تجھے واپس نہیں کرے گا سوائے اس کے کہ تُو اُس پر نگران کھڑا رہے۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم پر اُمیّوں کے بارہ میں کوئی (الزام کی) راہ نہیں۔ اور وہ اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں جبکہ وہ (اس بات کو) جانتے ہیں۔ ہاں، کیوں نہیں! جس نے بھی اپنے عہد کو پورا کیا اور تقویٰ اختیار کیا تو اللہ متقیوں سے محبت کرنے والا ہے۔

میں نے ان آیات کریمہ کا اس خطبے کے لئے انتخاب کیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ میرے نزدیک ان آیات میں سے اکثر کا اطلاق آج کل پاکستان کے حالات پر ہو رہا ہے اور جب میں اس کی تفصیل بیان کروں گا تو آپ کو بات سمجھ آتی چلی جائے گی۔ ایک آیت اس میں میں چھوڑ دوں گا تفصیل میں جانے سے پہلے کیونکہ وہ اپنی ذات میں بہت تفصیل کی محتاج ہے اور اصل مضمون کو چھوڑ کر پھر اس آیت کی تفصیل میں بہت وقت لگ جاتا ہے اس لئے وہ آیت میں چھوڑ دوں گا اور باقی سب کو ایک ایک کر کے میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

پہلے تو یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے زمانے میں یہ دستور تھا کہ منافق لوگ نئے مسلمانوں کو بہکانے کی خاطر اپنے آدمی ان میں داخل کر دیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ صبح ایمان لے آؤ اور شام کو کہہ دو کہ ہم تو ایمان نہیں رکھتے۔ یہ صرف اس زمانے کا دستور نہیں بلکہ اب بھی احمدیت کی ترقی سے جل کر مولوی لوگ یہی دھوکہ دینے کی مسلسل کوشش کرتے ہیں اور تبلیغ کرنے والے احمدی اپنی سادگی میں یہ اعتماد کر بیٹھتے ہیں کہ فلاں شخص جماعت اسلامی یا تبلیغی جماعت یا سپاہ صحابہ کا آدمی تھا اور ہم نے اسے احمدی کر لیا۔ حالانکہ ان بظاہر احمدی ہونے والوں کی نیت صرف یہ ہوتی ہے کہ انہیں دھوکہ دیں۔ اگرچہ وہ اس دھوکہ میں عام احمدیوں کو مرتد کرنے میں تو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ہرگز کامیاب نہیں ہوتے۔ مگر وہ لوگ جو اپنی سادگی سے ان کو اپنی بیعتوں کے طور پر پیش کرتے ہیں ان کو بہت نقصان پہنچتا ہے اور بہت ہی تکلیف دہ خبریں ان کے متعلق معلوم ہوتی رہتی ہیں۔

تو مومن کو سادہ تو ہونا چاہئے مگر اہل بصیرت سادہ، ایسا جو چیزوں کو نور اللہ سے دیکھتا ہے اور اس کو سمجھ جانا چاہئے کہ یہ شرارت ہے، دھوکہ ہے۔ جب وہ اس بات کو نظر انداز کر دیتے ہیں تو محض سادہ رہ جاتے ہیں اور اہل بصیرت نہیں رہتے۔ اس کے نتیجے میں بہت ہی تکلیف دہ خبریں آئے دن پہنچتی رہتی ہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اس آیت کے حوالے سے اب میں دوبارہ سمجھاؤں کہ تبلیغ بہت اچھی چیز ہے مگر وہ لوگ جو دھوکہ دینے کے لئے آتے ہیں اور یہ دعوے کرتے ہیں کہ ہم پہلے جماعت اسلامی کے تھے، سپاہ صحابہ کے تھے اور فلاں جگہ کے تھے آپ ان کے دھوکہ میں نہ آیا کریں۔ وہ محض آپ کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور قرآن کریم سے پتہ چلتا ہے کہ مومنوں کو فی الحقیقت دھوکہ نہیں دے سکتے يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ ۔ وہ اپنی دانست میں دھوکہ دیتے ہیں مگر اللہ اور اللہ والوں کو حقیقت میں دھوکہ نہیں دے سکتے۔ اس لئے آپ وہ اللہ والے بنیں جو ان کے دھوکے میں نہ آئیں۔ اسی لئے جب بھی ان کی طرف سے مجھے یہاں ان کی بیعتیں موصول ہوتی ہیں تو میں ہر بیعت کے متعلق یہ لکھ دیا کرتا ہوں اصلاح وارشاد کو کہ مجھے تو اس میں دھوکہ نظر آ رہا ہے۔ کیوں ان لوگوں کو نظر نہیں آیا جنہوں نے بڑے فخر سے ان کی بیعت پیش کی تھی۔ اور بلا استثناء وہ ضرور دھوکہ نکلتا ہے۔ اور پھر ان احمدیوں بے چاروں پر مقدمے چلتے ہیں، طرح طرح کی اذیتیں ان کو دی جاتی ہیں اور اس بات پر وہ بڑا فخر کرتے ہیں کہ ہم نے ان سادہ لوحوں کو پکڑ لیا اور دھوکے میں کامیاب ہو گئے۔ تو ہرگز یہ الزام اپنے اوپر نہ لیں کہ آپ بھی ان سادہ لوحوں میں ہیں جو اللہ کی جماعت میں اور اللہ کے ساتھ نہیں ہیں کیونکہ پھر تو آپ عملاً خدا سے پیچھے ہٹ جائیں گے۔ اللہ والوں کو تو دھوکہ نہیں دیا جا سکتا۔ صاف پتہ چل جاتا ہے کہ یہ دھوکہ کی باتیں ہیں۔ پس میں امید رکھتا ہوں کہ اس بات کا خیال رکھیں گے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانے میں یہی کچھ ہوتا تھا۔ علامہ طبری کے حوالے سے تفسیر ابن جریر میں مذکور ہے کہ اہل کتاب کے ایک گروہ نے کہا کہ تم اس تعلیم پر جس پر ایمان لانے والے ایمان لائے ہیں دن کے پہلے حصے میں ایمان لے آؤ اور دن کے آخری حصے میں اس کا انکار کر دو تاکہ اہل ایمان بھی ایمان سے پھر جائیں۔ تفسیر کے مطابق یہ عُرینہ بستی کے بارہ احبار تھے جنہوں نے یہ منصوبہ پیش کیا تھا۔ بارہ ہوں یا اس سے کم ہوں یہ بحث بے تعلق ہے۔ صرف یہ بات ہے جو قابل غور ہے کہ اس دھوکہ میں وہ سچے مومنوں کو دھوکہ دینے میں تو کامیاب نہیں ہوتے اور اس کے نتیجہ میں کوئی ارتداد نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدی بڑے ثابت قدم ہیں اور

ایسے لوگ ان کو غیر احمدی بنانے میں تو کامیاب نہیں ہو سکتے مگر جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے جو فخر سے ان کی بیعتیں پیش کرتے ہیں ان کو ضرور دھوکہ لگتا ہے اس لئے وہ اپنے ایمان کی حفاظت کریں اور اپنی سادگی کی وجہ سے ساری جماعت کے لئے تکلیف کا موجب نہ بنیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس ضمن میں تحریر فرماتے ہیں: "جب ان بد بختوں پر اپنے تمام خیالات کا جھوٹ ہونا کھل گیا اور کوئی بات بنتی نظر نہ آئی تو آخر کار کمال بے حیائی سے کمینہ لوگوں کی طرح اس بات پر آگئے کہ ہر طرح پر اس تعلیم کو شائع ہونے سے روکنا چاہئے"۔

پھر فرماتے ہیں اس آیت کا ذکر کر کے "وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اٰمِنُوْا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ........" جس کی تلاوت میں نے آپ کے سامنے کر دی ہے "اور بعضوں نے عیسائیوں اور یہودیوں میں سے یہ کہا کہ یوں کرو کہ اوّل صبح کے وقت جا کر قرآن پر ایمان لے آؤ۔ پھر شام کو اپنا ہی دین اختیار کر لو تا شاید اس طور سے لوگ شک میں پڑ جائیں اور دینِ اسلام کو چھوڑ دیں۔

(براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد اول صفحہ ۵۸۶)

دوسری آیت جو میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہے یہ ہے وَلَا تُؤْمِنُوْٓا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِيْنَكُمْ......الخ، یہ وہ آیت ہے جس کو میں نے عرض کیا تھا کہ اس خطبہ میں چھوڑ رہا ہوں کیونکہ یہ بہت لمبی تفسیر کی محتاج ہے اور ان مشکل آیات میں سے ہے جس میں پرانے مفسرین بھی تفسیر بیان کرتے ہوئے بڑی مشکل میں پڑ جاتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے، غور کے بعد خدا تعالیٰ نے مجھے اس کا مضمون پوری طرح سمجھا دیا ہے، کھول دیا ہے۔ مگر اس تفصیلی بحث میں پڑنے کا یہ خطبہ اجازت نہیں دیتا۔

اب تیسری آیت یہ ہے يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ. وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۔ وہ اپنی رحمت کے لئے جس کو چاہے خالص کر لیتا ہے اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔ جب آپ یہ سنتے ہیں يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ. وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ کہ یہ اللہ کا فضل ہے وہ جس کو چاہے دیتا ہے۔ تو یہ آیت بھی دراصل پاکستان کے حالات پر اس طرح چسپاں ہو رہی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اللہ نے فضل فرمایا، ان کو چن لیا اپنے لئے اور ان کو اس پر آگ لگ گئی اور یہ نہیں سوچتے کہ سورۃ جمعہ میں یہی پیشگوئی تھی کہ خدا اپنے فضل کے لئے جس کو چاہے گا چنے گا اور تم اس کو روک نہیں سکتے، جو چاہو کر لو کبھی بھی اپنے منصوبوں میں کامیاب نہیں ہو سکو گے۔

اب یہ آیت جو ہے اس میں اس زمانے کا حال بھی بیان ہوا ہے اور اس زمانے کا حال بھی۔ فرمایا وَمِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُّؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ اِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَآئِمًا. ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَيْسَ عَلَيْنَا فِى الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ۔ اور اہل کتاب میں سے وہ بھی ہیں کہ اگر ڈھیروں ڈھیر امانت بھی ان کے پاس رکھوائے تو وہ ضرور تجھے واپس کر دے گا اور ان میں ایسا بھی ہے کہ اگر تو اس کو ایک دینار بھی دے تو اسے تجھے واپس نہیں کرے گا سوائے اس کے کہ تو اس پر نگران کھڑا رہے۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم پر امیوں کے بارے میں کوئی الزام کی راہ نہیں اور وہ اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں جب کہ وہ اس بات کو جانتے ہیں۔

اس زمانہ میں جو یہود کیا کرتے تھے مسلمانوں سے یہ اس کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ لیکن اِس زمانے میں بھی تو یہود پیدا ہونے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق آپ کی امت میں ہی سے یہود نے پیدا ہونا تھا۔ یہ بات آج کل کے علماء نظر انداز کر دیتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی یہ پیشگوئی لفظاً لفظاً پوری ہو چکی ہے اور باہر جانے کی کوئی ضرورت نہیں، پاکستان کے حالات ہی دیکھ لیں وہاں یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔

اس ضمن میں آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں: حضرت ابو سعید خدریؓ کی یہ روایت ہے جو بخاری سے لی گئی ہے۔ وہ عرض کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم لوگ اپنے سے پہلی اقوام کے طور طریقوں کی اس طرح پیروی کرو گے جیسے ایک بالشت دوسری بالشت کی طرح اور ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ کی طرح ہوتا ہے یہاں تک کہ اگر بالفرض وہ کسی گوہ کے سوراخ میں داخل ہوئے تو تم بھی ان کی پیروی کرو گے۔ ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہود و نصاریٰ (مراد ہیں)؟۔ آپؐ نے فرمایا: اَور کون!۔ (بخاری۔ کتاب الاعتصام والسنۃ۔ باب قول النبی ﷺ لتتبعنّ سنن من کان قبلکم)

پھر آنحضور ﷺ فرماتے ہیں اور یہ حدیث ترمذی میں ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میری امت پر بھی وہ حالات آئیں گے جو بنی اسرائیل پر آئے تھے جن میں ایسی مطابقت ہوگی جیسے ایک پاؤں کے جوتے کی دوسرے پاؤں کے جوتے سے ہوتی ہے۔ (ترمذی کتاب الایمان باب افتراق ھذہ الامۃ سنن ابن ماجہ کتاب الفتن)۔ تو جیسے ایک پاؤں کا جوتا دوسرے پاؤں سے ملتا ہے اس طرح وہ لوگ ایک دوسرے سے مشابہ ہو جائیں گے۔

پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ایک حدیث کنزالعمال میں درج ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا میری امت پر ایک زمانہ اضطراب اور انتشار کا آئے گا لوگ اپنے علماء کے پاس راہنمائی کی امید سے جائیں گے۔ مولویوں کی طرف جائیں گے دیکھیں تو سہی وہ کیا کہتے ہیں۔ بہت سخت اضطراب اور انتشار یعنی فرقہ بندیاں ہونگی۔ لوگ مختلف فرقوں میں پھٹ چکے ہونگے۔ دل پھٹ چکے ہونگے تو گھبرا کر کچھ لوگ اپنے علماء کی طرف توجہ کریں گے۔ تو فرمایا وہ انہیں بندروں اور سؤروں کی طرح پائیں گے۔ (کنزالعمال جلد ۷ صفحہ ۱۹۰ مطبوعہ بیروت)

اب یہ بندروں اور سؤروں کے متعلق بھی قرآن کریم میں ذکر موجود ہے اور اسی کی تشریح ہے۔ جب وہ ذکر پڑھتے ہیں تو وہ سمجھتے ہیں کہ پرانے زمانے کا حال تھا آج کل یہ ایسا نہیں ہو سکتا۔ اور آج کل جیسا کہ پرانے زمانے میں حال تھا کہ سچ مچ بندر اور سؤر نہیں بنائے گئے تھے بلکہ بندروں اور سؤروں کے اخلاق اختیار کر لئے تھے۔ پس آج کل بھی یہی حال ہے کہ ایسے علماء بندروں کی طرح نقالی تو کرتے ہیں اسلام کی، چہرے پہ داڑھیاں تو سجا لیتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے مگر کہاں آنحضرت ﷺ کی داڑھی جو آپ کے چہرے پہ سجتی تھی اور کہاں ان مولویوں کی داڑھیاں جس کو دیکھ کر کئی داڑھیوں سے ہی متنفر ہو جاتے ہیں۔

اور سؤروں کی طرح ان معنوں میں کہ رسول اللہ ﷺ کی کھیتیوں کو پامال کرتے چلے جاتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جو بھی کھیتیاں لگائیں ان کھیتیوں کو یہ سؤر پامال کرتے ہیں اور بیج اگنے نہیں دیتے۔ احمدیت کے ساتھ بعینہٖ یہی ہو رہا ہے۔

پھر ان لوگوں کے ذکر میں آنحضرت ﷺ کی ایک حدیث حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ عنقریب ایسا زمانہ آئے گا کہ نام کے سوا اسلام کا کچھ بھی باقی نہیں رہے گا۔ الفاظ کے سوا قرآن کا کچھ باقی نہیں رہے گا یعنی اسلام بظاہر بہت ہوگا۔ ہر وقت اسلام کی باتیں ہو رہی ہونگی لیکن محض نام کے طور پر۔ اور قرآن بہت پڑھا جائے گا مگر سرسری طور پر، قرآن کریم سجاوٹ کے لئے ہوگا۔ قرآن کی روح سے لوگ ناواقف ہونگے۔ اس زمانہ کے لوگوں کی مسجدیں بظاہر آباد نظر آئیں گی لیکن ہدایت سے خالی ہونگی۔ اب مسجدیں دیکھ لیں کتنی آباد ہوتی ہیں ڈنڈے کے زور پر، مگر سب ہدایت سے خالی ہیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ ان کے علماء آسمان کے نیچے بسنے والی مخلوق میں سے بدترین مخلوق ہونگے۔

اب یہ فقرے جو ہیں یہ میرے تو نہیں یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے الفاظ ہیں۔ بعینہٖ انہی الفاظ میں آئندہ زمانہ کے مولویوں کے متعلق پیش گوئی فرمائی گئی ہے۔ ان میں سے ہی فتنے اٹھیں گے اور اُن ہی کی طرف لوٹ جائیں گے۔ (مشکوٰۃ کتاب العلم الفصل الثالث۔ کنزالعمال جلد ۲ صفحہ ۴۳ مطبوعہ بیروت)

اب اس حدیث پر جتنا بھی چیں بہ جبیں ہوں وہ اس کا حقیقی جواب دے ہی نہیں سکتے۔ اگر وہ یہ کہیں کہ ہم وہ مولوی نہیں ہیں بلکہ ابھی زمانہ آنے والا ہے کہ ہم سے بدتر مولوی بھی تم دیکھو گے تو اس سے زیادہ بدبختی پھر اسلام کی نہیں ہو سکتی۔ ان سے بھی بدبخت آگے آنے والے ہیں؟ یہ تو ہو ہی نہیں سکتا۔ اس لئے رحم کریں اسلام کے مستقبل پر اور اپنے پر ہی بات ختم کر دیں۔ یہ بہتر ہے اسلام کے حق میں۔

پس یہ جو قِنْطَار والی بات تھی اب میں اس کی کچھ تفصیل بیان کرتا ہوں۔ ان میں بھی نیک لوگ ضرور ہونگے، امانت کا حق ادا کرنے والے ہونگے، بعض فسادات کے دوران ہی مجھے اطلاعیں ملیں کہ بعض لوگ اتنے شریف النفس اور امانت کا حق ادا کرنے والے تھے کہ انہوں نے اپنی جان پر کھیل کے بھی احمدیوں کے زیور اور ان کے اموال کی حفاظت کی اور اپنے گھروں میں چھپا لیا اور

پھر وقت آنے پر ان کو واپس کر دیا۔ تو شاذ کے طور پر ایسے فرشتہ سیرت مسلمان بھی ضرور موجود ہیں مگر بد قسمتی سے وہ اکثر بے آواز ہیں، ان کو جرأت نہیں ہوتی کہ کھل کر احمدیت کے حق میں کوئی تائیدی بات کر سکیں۔ لیکن بددیانت بہت ہیں اور ان مولویوں کی بددیانتی کے حالات بھی لوگ جانتے ہیں اور اپنا دین تو ان کے سپرد کیا ہوا ہے اور پیسے سپرد نہیں کر سکتے۔ یہ واقعہ مجھے اپنے تجربہ سے معلوم ہے۔

ربوہ میں میرے پاس ارد گرد کے جانگلی بہت سے امانت رکھوانے آیا کرتے تھے زیور کی، روپے پیسے کی۔ تو میں ان سے ہنس کے پوچھا کرتا تھا کہ آپ کے گھر میں مولوی کوئی نہیں، مولوی صاحب کے پاس کیوں نہیں امانت رکھواتے۔ انہوں نے کہا توبہ توبہ! مولوی تو کھا جائے گا سب کچھ اور کچھ بھی واپس نہیں کرے گا۔ تو میں ان سے کہا کرتا تھا کہ مولوی کے سپرد اپنا دین تو کر دیا ہے اس سے زیادہ قیمتی کیا چیز ہو سکتی ہے۔ اس پر تم اعتبار کر بیٹھے ہو اور جانتے ہو کہ بددیانت ہے۔ پس اس پہلو سے بہت مولوی بددیانت ہیں اور پیسہ کھا جانا تو ان کا عام دستور ہے۔ اور دوسروں کو تعلیم دیتے ہیں کہ احمدی اُمّی ہیں یعنی جاہل لوگ ہیں ان کا پیسہ کھا جاؤ خدا تعالیٰ کی طرف سے تم پر کوئی بھی عذاب نازل نہیں ہوگا کیونکہ ان جہلاء کا پیسہ کھانا جائز ہے اور ہمارے اوپر ان کے خلاف کوئی دلیل قائم نہیں کی جا سکتی، پس شوق سے کھاؤ۔ پس یہ عام دستور ہے پاکستان میں کہ معصوم احمدیوں کے پیسے بٹورتے ہیں، قرض لیتے ہیں تو واپس نہیں کرتے، اور بھی بہت سے طریقے ہیں جن کو اختیار کر کے احمدیوں کی دولت پہ ہاتھ مارتے رہتے ہیں اور جب ان سے کہا جائے کہ خدا کا خوف کرو تو کہتے ہیں خدا کے خوف سے ہی تو ہم تمہارے پیسے مار رہے ہیں۔ اللہ کا خوف نہ کریں تو ہمیں پیسے واپس کرنے پڑیں۔ اللہ کا خوف کرتے ہیں اور اللہ نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ ان جاہلوں کے پیسے کھاتے رہو اور اسی خوف کی وجہ سے ہم کھا جاتے ہیں۔ یہ سراسر جھوٹ ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اس بات میں کوئی سچائی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کبھی بھی امانت نہ رکھنے والوں کو یا امانت میں خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا اور ہمیشہ ایسے لوگوں پر لعنت ڈالتا ہے۔ پس یہ احمدیوں سے ظلم کر رہے ہیں تو خود اللہ تعالیٰ کی لعنت کے نیچے آ رہے ہیں۔

اس سلسلہ میں اگلی آیت ہے بَلٰی مَنْ اَوْفٰی بِعَھْدِہٖ وَاتَّقٰی فَاِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْن. خبردار کیوں نہیں جس نے بھی اپنے عہد کو پورا کیا اور تقویٰ اختیار کیا تو اللہ متقیوں سے محبت کرتا ہے۔ اگر ان کے نزدیک خدا کی محبت کا کوئی فائدہ نہیں تو ٹھیک ہے ہمیں ان کے ظلموں کے مقابل پر اللہ کی محبت پسند ہے اور ہم تو بہر حال متقیوں میں ہی شامل رہیں گے۔

اس سلسلے میں، اس آیت کی تفسیر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بھی ذکر فرمایا ہے اور اب چونکہ قربانی کی عید آنے والی ہے اور حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ذکر چل پڑے تو بہت پر لطف بات ہے کہ عین بہ عین اس خطبے کا ذکر ہو رہا ہے کہ جس کے ساتھ آگے قربانیوں کی عید آنے والی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: "جو شخص دوسرے کے حق میں دست اندازی نہیں کرتا اور جو حقوق اس کے ذمہ ہیں ان کو ادا کرتا ہے۔ اس کے لئے لازمی ہے کہ وہ اپنے عہدوں کا پکا ہو اور دوسروں کی امانتوں میں خیانت کرنے سے بچنے والا ہو۔ اس لئے بطور نتیجہ کے فرمایا کہ جب ان لوگوں میں یہ وصف پائے جاتے ہیں تو پھر لازمی بات ہے کہ وہ اپنے عہدوں کے بھی پکے ہونگے"۔ (الحکم جلد ۱۲ نمبر ۳۔ ۱۰/جنوری ۱۹۰۸ء صفحہ ۴)۔ یعنی اس سے پہلے اس آیت میں جو اوصاف حمیدہ ان کے بیان فرمائے گئے ہیں فرمایا کہ اگر وہ دنیا کے عہد پکے کرنے والے ہوں تو اللہ کے عہدوں کا بھی پاس کریں گے۔ اگر دنیا کے عہدوں کا پاس نہیں کریں گے تو اللہ کے عہدوں کا بھی کوئی پاس نہیں کریں گے۔

اس ضمن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام مزید فرماتے ہیں "ساری قیمت اور شرف وفا سے ہوتا ہے اور ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو شرف اور درجہ ملا وہ کس بنا پر ملا۔ قرآن شریف نے فیصلہ کر دیا اِبْرَاھِیْمَ الَّذِیْ وَفّٰی۔ ابراہیم وہ ہے جس نے ہمارے ساتھ وفاداری کی۔ آگ میں ڈالے گئے مگر انہوں نے اس کو منظور نہ کیا کہ وہ ان کافروں کو کہہ دیتے کہ تمہارے ٹھاکروں کی پوجا کرتا ہوں۔ خدا تعالیٰ نے کہا کہ اپنی بیوی کو بے آب و دانہ جنگل میں چھوڑ آ، انہوں نے فی الفور اس کو قبول کر لیا اور ہر ایک ابتلاء کو انہوں نے اس طرح پر قبول کر لیا کہ گویا عاشق اللہ تھے اور درمیان میں کوئی نفسانی غرض نہ تھی"۔ (الحکم جلد ۶ نمبر ۴ مورخہ ۳۱/جنوری ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۔۲)

پس آج کے اس مختصر خطبے میں مَیں آپ کے سامنے آخر پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اقتباس اور بھی پیش کرتا ہوں جو آپ سب کے لئے ایک بہت بڑی نصیحت ہے۔ فرماتے ہیں:

"اے پاکیزگی کے ڈھونڈنے والو اگر تم چاہتے ہو کہ پاک دل بن کر زمین پر چلو اور فرشتے تم سے مصافحہ کریں تو تم یقین کی راہوں کو ڈھونڈو"۔

اب فرشتوں کا مصافحہ ایک محاورے کے طور پر استعمال ہوا ہے۔ اس سے یہ مراد تو نہیں کہ فرشتے رستہ چلتے مصافحہ کیا کرتے ہیں مگر قادیان میں تو ہم نے ایسے فرشتے دیکھے تھے۔ حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ جو رستہ چلتے مصافحہ کیا کرتے تھے اور ان کا مصافحہ کرنا فرشتوں کے مصافحہ کے قائم مقام تھا۔ عجیب بے نظیر ہستی تھے اور کوئی بھی بدی، کوئی بھی کجی اپنی ذات میں نہیں رہی تھی۔ سادہ، صاف بات کرنے والے اور صاف طبیعت میں۔ بعض دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ظاہری لفظوں کو سمجھتے ہوئے اس بات کو نہیں سمجھتے تھے جو آپ کہنا چاہتے ہیں۔ اس کی ایک مثال میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ یعنی بے حد ذہین اور پہچاننے والے لوگوں کو مگر اس معاملہ میں سادگی کی ایک مثال یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کو فرمایا کہ اس مضمون پر، اس بات کے متعلق یا اس عنوان پر ایک مضمون لکھ کر لاؤ اور یہاں مجلس میں میرے سامنے پڑھو۔ چنانچہ مولوی صاحب نے ایک مضمون لکھا اور مجلس میں پڑھا تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ دیکھیں آپ حضرت مولوی صاحب! اچھا مضمون ہے مگر اس میں زور نہیں ہے تو کوئی زوردار بات کریں۔ تو مولوی صاحب نے عرض کیا میں اگلی دفعہ یہی کروں گا۔ اور وہ مضمون دوبارہ لے کر پڑھا اور بالکل وہی تھا۔ صرف یہ لکھا تھا کہ میں بڑے زور سے کہتا ہوں۔ تو انسانی فرشتوں میں ایسی معصومیت بھی ہوتی ہے اس کو سادگی کہا جاتا ہے۔ پس ہم تو ایسے معصوم فرشتوں سے ہاتھ ملائے ہوئے ہیں اور بہت ہی لطف آتا تھا جب حضرت مولوی صاحب اپنا ہاتھ بڑھایا کرتے تھے اور دل میں ایک کھلبلی سی مچ جایا کرتی تھی۔ کیسے کیسے نیک لوگوں سے ہمیں مصافحہ کرنے کا موقعہ مل رہا ہے۔

پس اس کے بعد اب مَیں آپ کے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ اقتباس نصیحت کے طور پر پیش کرتا ہوں۔ فرماتے ہیں:

"اے پاکیزگی کے ڈھونڈنے والو اگر تم چاہتے ہو کہ پاک دل بن کر زمین پر چلو اور فرشتے تم سے مصافحہ کریں تو تم یقین کی راہوں کو ڈھونڈو اور اگر تمہیں اس منزل تک ابھی رسائی نہیں تو اس شخص کا دامن پکڑو جس نے یقین کی آنکھ سے اپنے خدا کو دیکھ لیا ہے۔ اور یہ کہ کیونکر یقین کی آنکھ سے خدا کو دیکھا جائے اس کا جواب کوئی مجھ سے سنے یا نہ سنے مگر میں یہی کہوں گا کہ اس یقین کے حاصل کرنے کا ذریعہ خدا کا زندہ کلام ہے جو زندہ نشان اپنے اندر اور ساتھ رکھتا ہے"۔

اب قرآن کریم کو اس نظر سے آپ مطالعہ کر کے دیکھیں تو زندہ کلام ان معنوں میں ہے کہ آج تک وہ ہماری رہنمائی فرما رہا ہے اور اس زمانے کی خبریں اس تفصیل سے بیان کرتا ہے اور ایسی ایسی خبریں بیان کرتا ہے جن کے متعلق سوچا بھی نہیں جا سکتا کہ چودہ سو سال پہلے یہ خبریں رسول اللہ ﷺ نے خود بیان کی ہوں جو ایک اُمّی محض تھے اور وہ انتہائی تفصیل سے ایسی خبریں بھی بیان کرتا ہے وہ رسول جو سائنس کے گہرے رازوں پر مشتمل ہیں اور اب جو دنیا کے رازوں سے پردے اٹھائے جا رہے ہیں تو ان میں کوئی بھی ایسا نہیں جس کا پہلے سے قرآن کریم نے ذکر نہ کر دیا ہو اور ابھی بہت سے ایسے ہیں جو آئندہ اٹھنے والے پردے ہیں کیونکہ خدا تعالیٰ کا دستور ہے کہ مسلسل غیب کو حاضر میں تبدیل کرتا چلا جا رہا ہے جو غیب کی دنیا ہے وہ بہت زیادہ ہے اس سے جو حاضر کی دنیا ہے۔ اب تک جو کچھ غیب سے حاضر میں تبدیل ہو چکا ہے اس سے بہت زیادہ ہے اور قرآن کریم سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کلمات اتنے ہیں کہ ان کا شمار ہو ہی نہیں سکتا۔ اگر سمندر سیاہی بن جائیں، اور بھی سمندر آ جائیں جو سیاہی بن جائیں اور اس سے خدا تعالیٰ کے کلمات لکھے جائیں تو پھر بھی وہ سیاہی کم ہو جائے گی اور کلمات ابھی باقی بچیں گے۔ تو ایک دوات سے آپ دیکھیں کتنا لکھ لیتے ہیں اور اگر سمندر کی سیاہی ہو اس میں قلم ڈبو ڈبو کے لکھا جائے تو آدمی تصور بھی نہیں کر سکتا کہ کتنا بڑا مضمون تیار ہوگا۔ کروڑوں سال کا مضمون اس میں تیار ہو سکتا ہے اور خدا تعالیٰ کے علم نے ایک بات جو ہماری فطرتوں میں لکھ دی ہے اس کو بھی کھولنے کے لئے سائنس دانوں کو کتنی نسلیں درکار ہیں۔

جینز (Genes) کے متعلق جو خدا تعالیٰ نے نقش کئے ہوئے ہیں انسانی فطرت میں وہ ایسے ہیں کہ آپ جتنا مرضی سوچ لیں کچھ سمجھ نہیں آتی یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ یعنی جینز کے اندر یہ بھی بات لکھی ہوئی ہے کہ بچہ پیدا ہو اور ان ان ذرائع سے پیدا ہو۔ پھر اس کے اس وقت دانت نہ نکلیں تاکہ ماں کو تکلیف نہ ہو۔ جب اس کو اچھی طرح عادت پڑ جائے اور وہ ماں کا دودھ چوسے اور اس کو تکلیف نہ پہنچائے تو پھر آہستہ آہستہ اس کے دانت نکلنے شروع ہوں اور پھر وہ عادت جو ہے وہ قائم رہتی ہے۔

پھر وہ ماں کو دکھ نہیں دیتا۔ یہ اتنی دیر تک واقعہ ہو پھر وہ بچپن کے دانت سارے جھڑ جائیں، پھر بڑی عمر کے دانت نکلیں۔ اب سوال یہ ہے کہ جینز میں کیا کیا احکام ہیں جن کے تابع یہ سارے مضمون ہو رہے ہیں۔ ایک مثال کے طور پر آپ کے سامنے رکھتا ہوں کہ اگر ہمارے دانت اُگتے ہیں تو جینز کے اندر جو اگنے کا حکم ہے اس کے تابع اگتے ہیں مگر رکتے کیوں ہیں؟ اگتے کیوں نہیں چلے جاتے؟۔ جب جینز نے ایک دفعہ کہہ دیا کہ دانت اگاؤ اور دانتوں کو کہا کہ تم بڑے ہوتے چلے جاؤ تو اگر یہ رکنا نہ جائیں تو نیچے کے دانت دماغ کو پار کر جائیں اور اوپر کے دانت ویسے سامنے نیچے لٹک جائیں اور انسان ایک بھیانک چیز بن جائے اور اپنے ہی دانتوں کا شکار ہو جائے۔ لیکن جینز کو یہ حکم ہے کہ کس وقت ان دانتوں میں جتنا اضافہ ہو رہا ہے اتنی ہی کمی بھی ساتھ شروع ہو جائے اور پھر دانتوں کو آگے بڑھنے کا حکم نہیں ہے وہ روک دئے جاتے ہیں۔

یہ مضمون جو ہے وہ انسانی جسم کے ہر حصے پر حاوی ہے اور اتنی تفصیل ہے کہ گھنٹوں درکار ہیں پھر بھی تفصیل پوری نہیں ہو سکے گی۔ چنانچہ سائنس دانوں نے لکھا ہے کہ جینز کے اندر جو مضامین مخفی ہیں اس سے جو ہم نے پردہ اٹھایا ہے ابھی بے انتہاء مضامین ہیں جن سے یہ غیب کا پردہ اٹھنے والا ہے جو اب تک ہو چکا ہے اس کے متعلق بھی اگر ہم بیان کرنا چاہیں یا آپ سمجھنا چاہیں تو دنیا کی بڑی بڑی لائبریریاں بن سکتی ہیں ان کتابوں سے جو اس مضمون کو تفصیل سے بیان کریں۔ اور اللہ کی شان تو عجیب ہے اس کا تو کوئی حساب نہیں ہے۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو یہ فرماتے ہیں کہ خدا کا زندہ کلام ہے جو زندہ نشان اپنے ساتھ رکھتا ہے اور انہی زندہ نشانوں میں سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی تو ایک نشان ہیں جو آج ایک زندہ نشان کے طور پر دنیا کے سامنے پیش ہو رہے ہیں۔ اب کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ اسلامی معجزات کے قصے پرانے ہو گئے، کہانیاں تھیں۔ ان کہانیوں کو حقیقت کی دنیا میں اب پھر دوہرایا جا رہا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی نہیں بلکہ نیک احمدی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیروی کرنے والے ہیں ان کی زندگیوں میں بھی بکثرت نشان عطا ہوتے رہتے ہیں۔

میں نے ایک دفعہ چھان بین کی تو مجھے میرے علم کے مطابق ایک بھی خاندان ایسا نہیں ملا جس کو خدا تعالیٰ نے کوئی نشان نہ دکھائے ہوں۔ ان کی دعاؤں کی قبولیت کے نشان، اس کے علاوہ بہت سے نشان، یہ بھی مضمون اتنا ہے کہ لامتناہی ہو جاتا ہے۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس کلام پر غور کریں: "خدا کا زندہ کلام ہے جو نشان اپنے اندر اور ساتھ رکھتا ہے۔ جب وہ آسمان پر سے اترتا ہے تو نئے سرے مردوں کو قبروں میں سے نکالتا ہے"۔ (نزول المسیح، روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۴۷۴،۴۷۵)

اب آسمان سے اترنے کا بھی کوئی ایسا مفہوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ حرکت کرتا ہے اوپر سے نیچے کی طرف بلکہ خدا تعالیٰ تو کائنات میں ہر جگہ موجود ہے۔ 'جب آسمان پر سے اترتا ہے' کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص کا دل خدا کے نزدیک عرشِ بریں بننے کا مستحق ہو جائے اس پر خدا جلوہ گر ہو جاتا ہے اور سب سے بڑا یہی نشان ہے۔ پس میں امید رکھتا ہوں کہ جماعت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ان زندہ نصیحتوں پر عمل کرے گی اور وہ دیکھیں گے کہ ان کی تبلیغ، ان کی کوششوں، ان کی دعاؤں سے صدیوں کے مردے قبروں سے نکل کر زندہ ہو رہے ہونگے۔ اللہ کرے کہ یہی ہو اور میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ ہونے والا ہے۔ انشاء اللہ آپ اگلے سال کے جلسے میں جو آنے والا ہے اس میں اس قسم کی خوشخبریاں سنیں گے کہ کتنے ہی مُردوں کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیت نے پھر زندہ کر دیا ہے۔